www.wilayattimes.com
اشاعت کا دوسرا سال

ہفت روزہ
WILAYAT TIMES
ولایت ٹائمز
سرینگر

اللہ کی ولایت مومنین اور متقین پر ھے وہ انھیں تاریکی سے روشنی کی طرف نکال لاتا ھے

جلد:3 ☆ شمارہ نمبر:31 ☆ تاریخ:13 نومبر تا 19 نومبر 2017ء بمطابق 24 صفر تا 30 صفر 1439ھ ☆ صفحات:8

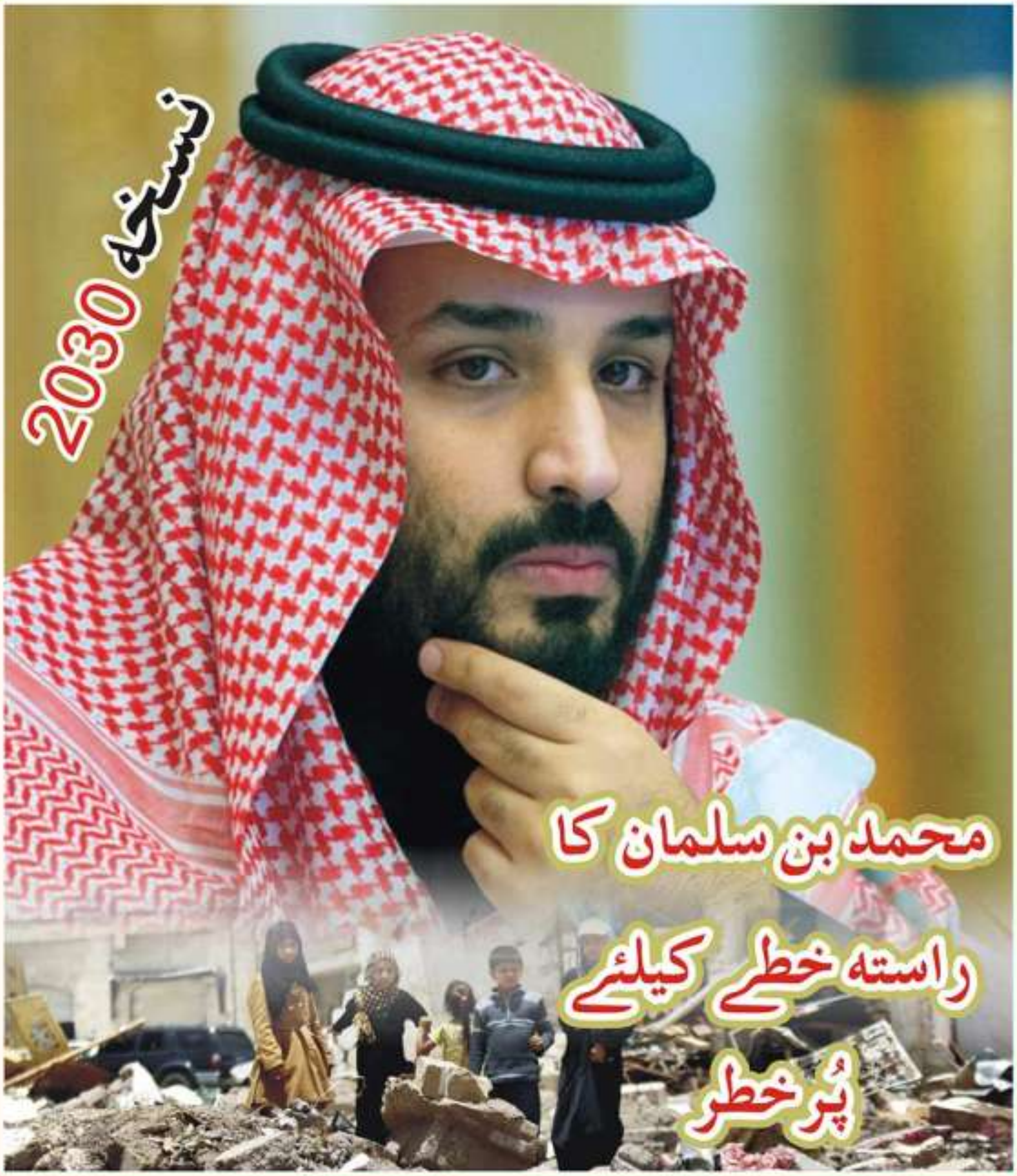

جاری صفحہ ٤ / کیا وهابیت کا نیا ورژن آرها هے؟

بطور مثال شاہ عبداللہ نے 2011 میں (عرب سپرنگ کے آغاز کے بعد) ایک فرمان جاری کیا جس کے تحت خواتین 2015 تک انتخابات میں شرکت کر سکتی ہیں اور امیدوار بن سکتی ہیں (8) (گو کہ سعودی عرب میں صرف بلدیاتی انتخابات ہی منعقد ہوتے ہیں)۔ محمد بن سلمان نے اقتدار میں حصہ حاصل کیا تو اس سلسلے میں شدت آئی۔ یہاں تک کہ خواتین نے پہلی بار تصویروں کے حامل شناختی دستاویزات حاصل کیں اور انہیں نکاح نامے کی ایک نقل اپنے پاس رکھنے کا حق دیا گیا اور حتیٰ کہ اعلیٰ ترین سطح پر مسند افتاء پر براجمان ہوگئیں۔ اسی سلسلے میں بن سلمان نے بلوم برگ چینل کے ساتھ اپنے مکالمے میں بیان کیا: یہ ممکن نہیں ہے کہ سعودی معاشرہ ترقی کرے جبکہ اس کی نصف آبادی کے حقوق کو نظر انداز کیا جا رہا ہو۔ چنانچہ ہم آزادیوں کی دوہری حمایت کرتے ہوئے عورتوں کو ان کے لئے اسلام میں مقررہ حقوق پلٹا دیں گے اور عورتوں پر مسلط کردہ پابندیوں اور بندشوں کی زنجیروں کو ان سے دور کریں گے۔

دوسری طرف سے بن سلمان نے سرگرم مقامی افرادی قوت کو روزگار کے مواقع فراہم کرنے کی آڑ میں ویژن 2030 میں ایک منصوبہ پیش کیا ہے جس کے تحت اجنبی ممالک کی افرادی قوت کے بجائے بعض شعبوں میں مقامی خواتین کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔ اس منصوبے کو سعودی عرب کے مفتی اعظم عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ کی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور اس نے اس منصوبے کو "مجرمانہ اور حرمت شکنانہ" قرار دیا تاہم بالآخر روایتی وہابیت کو خواتین کے سلسلے میں بن سلمان کی پالیسیوں کے سامنے پسپائی اختیار کرنا پڑی۔

2.2۔ نوجوان

موجودہ زمانے میں سعودی معاشرے کو درپیش ایک مسئلہ جس کی وجہ سے بن سلمان کو وہابیت کا شدید مقابلہ کرنا پڑا نوجوانوں اور ان کے مطالبات کا مسئلہ ہے۔ نوجوانوں اور انتہاپسند وہابیت کے مطالبات میں تضاد کو ایک طرح سے روایت اور جدیدیت (11) کے درمیان چپقلش کا نام دیا جا سکتا ہے۔ جدید دنیا کی سطح پر بالخصوص مواصلات کے میدان میں مغربی اقدار اور تعلیمات کے فروغ کے زیر اثر رونما ہونے والی تبدیلیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، سعودی نوجوان بھی مغربی اقدار یا جدیدیت کے ساتھ ساتھ اسی طرز کی عالمگیریت کی طرف مائل و راغب ہو چکے ہیں۔ سعودی نوجوانوں کو آج اپنی شناخت اور تشخص کی الجھن کا سامنا ہے اور آج سعودی عرب کی نوجوان نسل روایت اور جدیدیت میں سے ایک کے انتخاب میں سرگرداں ہے۔ محمد بن سلمان کی داخلی پالیسیوں میں کوشش کی جارہی ہے کہ سلامتی اور مذہب سے متعلق اداروں بالخصوص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کمیٹی (یعنی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر) کی سرگرمیوں کو محدود کیا جائے۔ جس کی وجہ سے وہابی علماء کے زیر انتظام چلنے والے ان اداروں کے اختیارات بھی محدود ہو چکے ہیں۔ لہٰذا روایت اور جدیدیت کے درمیان تضاد و تنازعہ آج کے سعودی معاشرے کی اہم ترین دینی اور معاشرتی چیلنجوں میں شامل ہے اور بن سلمان کے نقطہ نگاہ کی وجہ سے یہاں بھی انتہاپسند وہابیت کمزور ہوگی۔ اور یوں ثقافتی علمانیت (یا ثقافتی لادینیت) کی جانب بڑھتے ہوئے جدیدیت اور دینی تشخص کی نئی تعریف کے لئے راستہ ہموار ہوا۔

2.3۔ شیعہ اور دینی اقلیتیں

ویژن 2030 اور اس کے تحت مجوزہ معاشی منصوبوں کا نفاذ جو دینی کثرتیت پر استوار کئے گئے ہیں، لامحالہ انتہاپسند وہابیت اور دینی اقلیتوں کے درمیان جنہیں آج تک وہابی علماء نے تسلیم ہی نہیں کیا ہے تصادم پر منتج ہوگا جس کے نتیجے میں بن سلمان کے اقدامات کو مدنظر رکھتے ہوئے آل سعود اور آل الشیخ کے درمیان تقابل کے اسباب فراہم ہوں گے یا یوں کہئے کہ طاقت کا نظام دینی نظام پر غلبہ پائے گا۔ کیونکہ ویژن 2030 سے معاشی شعبے میں قومی آمدنی میں اضافہ اور اوسط طبقے کا سماجی ارتقاء مقصود ہے: اور سعودی معاشرے میں اوسط طبقے کی تشکیل کی صورت میں اس کے مطالبات اور زندگی کے لوازمات منجملہ زیادہ سے زیادہ آزادیاں، سوشل سوسائٹی کی ترقی، بڑھتی ہوئی سیاسی شراکت داری، نیز ثقافتی کثرتیت کی طرف حرکت بھی معرض وجود میں آئیں گے۔ جبکہ وہابی علماء وہابی تعلیمات کے مطابق ان تبدیلیوں کو تسلیم نہیں کر سکیں گے۔

باایں حال سعودی عرب کی عظیم ترین دینی اقلیت یعنی شیعیان اہل بیت (ع) کے ساتھ تشدد آمیز رویہ جاری رہے گا کیونکہ شیعہ مکتب کے بدخواہوں کے سامنے امتیازی سلوک اور تشدد پسندانہ رویہ، وہابیت کے پیشرو اور حال حاضر کے علماء کی کتابوں پر استوار ہے۔ مثال کے طور پر ابن تیمیہ نے اپنی کتب و رسائل میں بار بار اس موضوع پر زور دیا ہے کہ "شیعہ، خوارج سے کہیں زیادہ، قتل کے لائق ہیں" اور وہابیت کے بانی محمد بن عبدالوہاب نے بھی ابن تیمیہ کے افکار کو دوبارہ شائع کرکے زور دیا ہے کہ "چونکہ شیعہ ائمہ طاہرین علیہم السلام سے تقرب جوئی کرتے ہیں اور انہیں اللہ کی بارگاہ میں شفیع قرار دیتے ہیں چنانچہ ان کا خون مباح اور ان کا قتل جائز ہے"۔ معاصر وہابی مفتیوں کا موقف بھی بعید یہی ہے۔ بطور مثال معاصر وہابی مفتیوں میں انتہاپسند ترین شخص "ناصر العمر" ہے جس نے شیعیان اہل بیت (ع) کے قتل کو جائز قرار دیتے ہوئے اپنی خونخواری کا ثبوت ان جملوں میں پیش کیا ہے: "کیا بدیع ہے وہ منظر، جب تو دیکھتا ہے کہ شیعوں کی لاشیں خون کے سمندر میں غوطہ ور ہیں اور رافضی کے خون کی لہریں تیری ساحتوں کو نوازتی ہیں اور ان کی لاشیں تیری آنکھوں کو وجد میں لاتی ہیں"۔

(سعودی وہابی پالیسیوں پر شیعیان اہل بیت (ع) کی تنقید اظہر من الشمس ہے)

لہٰذا محمد بن سلمان کو درپیش چیلنجوں میں سے ایک معترض اور متحد شیعہ اقلیت کے ساتھ اس کا تعامل ہے جو آل سعود کے مد مقابل سب سے زیادہ طاقتور اور منظم معترض قوت سمجھی جاتی ہے۔ محمد بن سلمان نے شیعہ آبادی اور سماج اور سلامتی کے میدان میں درپیش اس اہم چیلنج کے ساتھ اپنائے جانے والے رویے کی کیفیت کے بارے میں آج تک اظہار خیال نہیں کیا ہے۔ جس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ وہ بھی اپنے پیشرو حکمرانوں کے طرح شیعہ آبادی کو نظر انداز کرکے اس کے ساتھ وہی امتیازی سلوک روا رکھنا چاہتا ہے یا پھر یہ جتانا چاہتا ہے کہ گویا سعودی عرب کے عوام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، بالفاظ دیگر وہ ایک جھوٹی قومی یکجہتی ظاہر کرکے ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ شیعوں اور وہابیوں کے درمیان کسی قسم کا کوئی اختلاف و تقابل نہیں پایا جاتا!! (جس کے لئے البتہ اس کو موجودہ بیشتر شیعیان آل رسول (ص) کے ابلاغی مقاطعے کی پالیسی پر بھی کاربند رہنا پڑے گا جو کہ اس کی معیبہ معاشرتی آزادی پر مبنی پالیسی کے منافی ہوگی)۔

اس وقت امریکہ، اسرائیل اور آل سعود نے مغربی ایشیا میں دو قطبی تضاد کا ماحول قائم کر رکھا ہے جس کی وجہ سے سعودی عرب سمیت مختلف ممالک کے شیعیان اہل بیت (ع) خطرہ محسوس کر رہے ہیں، اور بن سلمان نے شیعیان اہل بیت (ع) کے مقابلے میں استبدادی رویہ اپنا کر انہیں کچلنے اور خوفزدہ کرنے کی پالیسی اپنا رکھی ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا دو موضوعات میں بن سلمان کے مختلف موقف کے برعکس کم از کم مستقبل قریب میں شیعیان اہل بیت (ع) کے مقابلے میں محمد بن سلمان اور وہابیت کے مذہبی اداروں کے نقطہ نظر اور پالیسیوں میں کسی قسم کی مغایرت کی امید نہیں رکھی جا سکتی اور ان کا سلوک ماضی کی طرح یکساں رہنے کا خدشہ باقی ہے۔

نتیجہ:

گو کہ محمد بن سلمان کے ولیعہد بننے پر سعودی مفتی اعظم عبدالعزیز آل الشیخ اور بعض دیگر سعودی درباری مفتیوں نے اس کو مبارک باد دی اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور باضابطہ طور پر اس کی حمایت کا اعلان کیا لیکن اس نوجوان شہزادے کے موقف اور مختلف بیانات سے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ وہابیت کے ساتھ اس کا تعلق دوستانہ نہیں ہے۔

اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جزیرۃ العرب کی جدید سازی بن سلمان کے اہم ترین مقاصد میں شامل ہے اور ویژن 2030 میں بھی اس کو اہم حیثیت حاصل ہے، سعودی ولی عہد نے روایتی انتہاپسند وہابیت کی حیثیت کو بطور سرچشمہ مشروعیت محدود کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس کی کوشش ہے کہ وہابیت کے رتبے کو سعودی بادشاہت کے سرچشمہ مشروعیت سے گھٹا کر اس کو ایک شخصی مذہب و عقیدے کی حد تک گرا دے۔ اس کا نظریہ یہ ہے کہ وہابیت اس کی آج کی بلند پروازیوں اور منصوبوں کا تحمل نہیں رکھتی۔ محمد بن سلمان متحدہ عرب امارات کے حکمرانوں کی پالیسیوں سے متاثر ہے اسی بنا پر وہ وہابی علماء اور ملک کے دینی اداروں کے اثر و رسوخ کی سطح کم کرکے ایک ایسی وہابیت کی بنیاد رکھنا چاہتا ہے جو پیغام پر مبنی، محدود اور شخصی و ذاتی ہو اور یہ نئی وہابیت "اعتدال پسندی، بردباری، مساوات اور شفافیت" کے چار اصولوں پر استوار ہوگی۔ (آج تک آل سعود کی حکمرانی کے قانونی جواز اور مشروعیت کا سرچشمہ وہابیت ہے) بن سلمان ایسی وہابیت کی بنیاد رکھنے کے درپے ہے جس کے قانونی و شرعی جواز کا سرچشمہ آل سعود کا سیاسی نظام ہو۔ یہ وہی موضوع ہے جو حقوق نسواں کے بارے میں "ہیئت کبار العلماء" کے حالیہ فتوے کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے کہا گیا ہے کہ "سعودی بادشاہ معاشرے کی تمام مصلحتوں اور اعمال کا واحد مرجع ہے"۔

اس نقطہ نظر کے تحت، بن سلمان کی پسندیدہ وہابیت ایک انتہائی فروعی اور شخصی فرقہ ہے سعودی عرب کے سیاسی دائرے کے باہر کسی قسم کی معاشرتی نقل و حرکت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ بن سلمان کی پسندیدہ وہابیت کے نسبتاً شخصی (ذاتی) ہو جانا، سبب بنے گا کہ اس فرقے اور اس کے دینی علماء کے اثر و رسوخ کا دائرہ محدود ہو جائے اور محدود ہونے کے اس عمل کا نتیجہ اسلامی مذاہب اور دوسرے ادیان کے ساتھ اعتدال پسندانہ اور لچکدار رویے کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ وہابی مفاہیم میں دفاع اور جواب دہی کی عدم قابلیت اور عقلی اصولوں کی عدم موجودگی اس فرقے کے علماء کو مجبور کرے گی کہ سیاسی موقف اپنانے کے لئے اپنے موجودہ رویے کو ترک کریں اور اپنے فرقے کی بقاء کی خاطر آل سعود کے حکمرانوں کے معین کردہ دائرے کے اندر محدود ہو جائیں۔ کہ اس صورت میں ان علماء کو صرف سرکاری اقدامات کو شرعی لبادہ پہنانے کے لئے بروئے کار لایا جائے گا۔ (جبکہ اس سے پہلے وہ آل سعود کے اقدامات کی شرعی توجیہ کے ساتھ ساتھ اندرونی اور بیرونی پالیسیوں کے سلسلے میں بھی فتویٰ دیا کرتے تھے اور اب ان کی ذمہ داری سرکاری اقدامات کو شرعی توجیہ پیش کرنے تک محدود ہو جائے گی)۔

بقلم: علامہ اصلاحی منار بازاری / کارشناس مسائل سیاسی / ترجمہ: ساں ادارہ تسنیم

سعودی عرب میں اهم تبدیلیاں، حقائق کیا هیں؟

سعودی عرب کے شہزادہ محمد بن سلمان نے اس ہفتے کے اختتام پر درجنوں شہزادوں، وزراء اور اعلیٰ حکام کی گرفتاری کا حکم دیا ہے۔ بظاہر یہ قدم "بدعنوانی" کے خاتمے کے لئے اٹھایا گیا ہے تاہم وسیع پیمانے میں اقتدار پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لئے چابی کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

نئی اینٹی کرپشن کمیٹی کا سربراہ مقرر ہونے کے چند ہی گھنٹوں بعد، بادشاہ سلمان کے پسندیدہ بیٹے 32 سالہ شاہ محمد بن سلمان نے، 11 شہزادوں کو ملک کے اعلیٰ حکام کے ساتھ قید کر لیا ہے۔ ٹویٹر اور سٹی گروپ کے ایک اہم سرمایہ کار پرنس الولید بن طلال، سب سے اعلیٰ قیدی ہیں۔ واضح رہے کہ ان پر پیسے کے لین دین، رشوت خوری اور ہتھیار رکھنے کے باعث چارج عائد کیے گئے ہیں۔ سعودی حکام نے پیر کو اعلان کیا ہے کہ اسٹیٹ ران العربیہ کے مطابق، بینک اکاؤنٹس کو منجمد کر دیا گیا ہے۔ جس سے تیل کی قیمتوں میں 62.55 ڈالر کا اضافہ ہوا ہے، جو 2015ء سے اب تک سب سے زیادہ قیمت ہے۔

یہاں کچھ اهم باتیں قابل غور هیں کہ:

۱۔ سعودی حکام نے ابھی تک قیدیوں کے نام نہیں بتائے ہیں، تاہم سعودی نیشنل گارڈ کے سابق سربراہ پرنس متعب بن عبداللہ کو گرفتار کیا گیا ہے جیسا کہ وزیر معیشت عادل فقیہ، ریاض گورنر پرنس ترکی بن عبداللہ اور سابق وزیر خزانہ ابراہیم العساف کو گرفتار کیا گیا تھا۔

۲۔ رپورٹ کے مطابق بعض قیدی، ریاض کے ڈپلومیٹک کوارٹر میں، رٹز کارلٹن ہوٹل میں رکھے گئے ہیں۔

۳۔ محمد بن سلمان، سعودی معاشرے کو نئے انداز میں تعمیر کرنا چاہتے ہیں، اور تیل کی آمدنی پر انحصار کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ حالیہ برسوں میں، اقتدار کی طاقت میں ڈرامائی اضافے کے بعد محمد بن سلمان، سیکیورٹی سے معیشت تک، سلطنت کی تمام پالیسیوں کے فیصلہ کرنے والے کی طور پر ابھرے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف یمن کے ساتھ چھڑی دو سالہ جنگ کا خاتمہ کیا بلکہ ان کی حالیہ سفارتی وفد نے قطر سے ملاقات بھی کی۔

۴۔ سادگی کے اقدامات کو لاگو کرنے کے باوجود، محمد بن سلمان کے لئے امارت اجنبی نہیں ہے۔ گزشتہ سال، فرانس کے جنوب میں چھٹیوں کے دوران، انہوں نے نہ صرف روسی ٹائکون کی سپر یاٹ کو دیکھا بلکہ اسے 550 ملین ڈالر میں خرید لیا۔

۵۔ اس وقت قومی عدم استحکام میں اضافہ ہوا، جب شہزادہ منصور بن مقرن، اتوار کے روز یمن کی سرحد کے قریب، ہیلی کاپٹر کے حادثے میں مارے گئے تاہم یہ حادثہ ابھی تک غیر واضح ہے۔ یہ بات بھی تشویشناک ہے کہ حادثے سے صرف 24 گھنٹے پہلے سعودی حکام نے بتایا کہ، ریاض کے بین الاقوامی ہوائی اڈے کے قریب یمن سے آنے والے ایک میزائل کو روک دیا گیا ہے۔

۶۔ ایک اور عنصر، لبنانی وزیراعظم سعد الحریری کا ہفتے کے روز استعفیٰ دینا ہے، اس بات کا دعویٰ کرتے ہوئے کہ انہیں مارنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا، الحریری نے حزب اللہ اور اس کے حامیوں کو خطے کے لئے غیر مستحکم قرار دے دیا۔ اس کے جواب میں حزب اللہ نے سعودی عرب پر الزام عائد کیا ہے کہ سعودیہ نے الحریری کو استعفیٰ دینے پر مجبور کیا۔ یاد رہے کہ پیر کے روز الحریری نے ریاض میں بادشاہ سلمان سے ملاقات بھی کی ہے۔

محمد بن سلمان کا راستہ خطے کے لیے پر خطر

بے شک یمن، شام اور قطر کے محاذوں پر سعودی عرب کو تاحال کچھ حاصل نہیں ہوا ہے، اس کے باوجود اب سعد الحریری سے استعفی کا اعلان کروا کے لبنان میں بھی ایک سیاسی بحران کھڑا کر دیا گیا ہے۔ ریاض کے ہوائی اڈے پر میزائل حملے کا ذمہ دار محمد بن سلمان ایران کو ٹھہراتے ہیں اور ایران کی طرف سے ان الزامات کی تردید کے باوجود سعودی ولی عہد نے اسے اعلان جنگ قرار دیا ہے۔ ایران کی مخالفت میں ٹرمپ انتظامیہ اور اسرائیل پوری طرح محمد بن سلمان کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ امریکہ میں سابق صدر اوباما کے دور اقتدار کے آخری دنوں میں ایران کے ساتھ جوہری معاہدے پر جتنی برہم اسرائیلی حکومت تھی اتنا ہی غصہ محمد بن سلمان کو تھا۔ گزشتہ کئی دہائیوں میں یہ پہلا موقعہ تھا جہاں سعودی عرب اور امریکہ کے تعلقات میں واضح کشیدگی نظر آئی تھی۔

فراز ہاشمی

یوں تو سعودی عرب کے جواں سال ولی عہد، شہزادہ محمد بن سلمان، کے سنہ 2015 میں سیاسی منظرنامے پر نمودار ہوتے ہی سعودی عرب کی خارجہ پالیسی میں جارحیت کا عنصر حاوی نظر آنے لگا تھا، لیکن گزشتہ چند دنوں کی پیش رفت سے ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ سعودی عرب اندرونی طور پر بھی خاندانی حکمرانی سے شخصی آمریت کی طرف بڑھ رہا ہے۔

معاشی اصلاحات ہوں یا سماجی، کرپشن کے نام پر مخالفین کے خلاف کارروائی، یا طاقت پر اپنی گرفت کو مضبوط کرنا یا پھر سعودی عرب کا سنہ 2030 کا اقتصادی ویژن، ان سب اقدامات کے پیچھے ایک جارحانہ سوچ اور عجلت کا عنصر دکھائی دیتا ہے۔

عجلت تو مسلم دنیا کے ایک اہم ترین ملک کی بادشاہت حاصل کرنے کی وجہ سے ہو سکتی ہے لیکن جارحیت کا عنصر صرف مزاج کی تیزی اور شخصیت کا خاصہ ہی ہو سکتا ہے۔

سنہ 2015 میں محمد بن سلمان کے وزیر دفاع کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہی سعودی عرب کی افواج نے دنیا کے ایک غریب ترین مسلمان ملک یمن پر یلغار کر دی جو تاحال جاری ہے۔ گزشتہ ہفتے حوثی کی طرف سے ریاض کے ہوائی اڈے پر مبینہ طور پر میزائل داغے جانے سے واضح ہو گیا ہے کہ سعودی عرب کے دو سال سے یمن پر مسلسل بمباری سے کچھ حاصل نہیں ہو رہا۔ جنگ کا اختتام ہوتا نظر نہیں آ رہا۔ ریاض کے ہوائی اڈے پر ناکام میزائل حملے کے بعد سعودی عرب کی طرف سے یمن کے بحری، بری اور فضائی بائیکاٹ سے یمن کے عوام کی مشکلات سنگین تر ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

شام میں حزب اللہ کی مدد و معاونت اور روس کی براہ راست مداخلت سے اسد مخالف مسلح گروہوں اور نام نہاد دولت اسلامیہ کے خاتمے کے بعد اسد حکومت استحکام کی طرف بڑھ رہی ہے۔ مغربی طاقتیں اور سعودی عرب جو شام میں صدر اسد کو اقتدار سے علیحدہ کرنے سے کم کسی حل پر تیار نہیں تھیں بری طرح ناکام ہو گئی ہیں اور اندھیرے میں ہاتھوں پاؤں مارتی نظر آ رہی ہیں۔ شام کے علاوہ اسی دوران سعودی عرب اور اس کے خلیجی اتحادیوں کی طرف سے قطر کے بائیکاٹ کا اعلان بھی کر دیا گیا۔ یہاں بھی سعودی عرب قطر سے وہ پندرہ شرائط منوانے میں ناکام رہا جن میں الجزیرہ ٹیلی وژن نیٹ ورک کو بند کرنے کی شرط بھی شامل تھی۔

اقوام متحدہ کے ادارہ برائے خوراک کے اندازوں کے مطابق یمن میں امداد کے طلب گار لوگوں کی تعداد دو کروڑ ہو گئی جو ملک کی دو تہائی آبادی سے زیادہ ہے۔ یمن میں ستر لاکھ افراد کو قحط جیسی صورت حال کا سامنا ہے اور آئندہ چھ ہفتوں میں ان کو خوراک کی فراہمی ختم ہو جائے گی۔ بیس لاکھ بچے خوراک کی کمی کا شکار ہیں ان میں سے چار لاکھ کو فوری امداد کی ضرورت ہے۔ ایک کروڑ دس لاکھ بچوں کو انسانی امداد کی ضرورت ہے۔

بے شک یمن، شام اور قطر کے محاذوں پر سعودی عرب کو تا حال کچھ حاصل نہیں ہوا ہے، اس کے باوجود اب سعد الحریری سے استعفی کا اعلان کروا کے لبنان میں بھی ایک سیاسی بحران کھڑا کر دیا گیا ہے۔ ریاض کے ہوائی اڈے پر میزائل حملے کا ذمہ دار محمد بن سلمان ایران کو ٹھہراتے ہیں اور ایران کی طرف سے ان الزامات کی تردید کے باوجود سعودی ولی عہد نے اسے اعلان جنگ قرار دیا ہے۔ ایران کی مخالفت میں ٹرمپ انتظامیہ اور اسرائیل پوری طرح محمد بن سلمان کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ امریکہ میں سابق صدر اوباما کے دور اقتدار کے آخری دنوں میں ایران کے ساتھ جوہری معاہدے پر جتنی برہم اسرائیلی حکومت تھی اتنا ہی غصہ محمد بن سلمان کو تھا۔ گزشتہ کئی دہائیوں میں یہ پہلا موقعہ تھا جہاں سعودی عرب اور امریکہ کے تعلقات میں واضح کشیدگی نظر آئی تھی۔

مشرق وسطی گزشتہ ایک صدی سے مغربی طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کا میدان بنا رہا ہے لیکن دنیا بھر کے ماہرین اور تجزیہ کار آج اس بات پر مکمل طور یک زبان ہیں کہ مشرق وسطی جتنا آج غیر مستحکم اور خطرناک صورت حال کا سامنا کر رہا ہے، اس سے پہلے کبھی اسے اتنی خطرناک صورت حال کا سامنا نہیں رہا۔ بیرونی محاذوں پر ناکامیوں اور خطرات کے باوجود داخلی محاذ پر محمد بن سلمان نے جو اقدامات کیے ہیں ان پر نہ صرف تجزیہ کار بلکہ امریکی خفیہ اداروں کے اہلکار بھی حیران ہیں۔ سعودی عرب میں کرپشن کے نام پر جس پیمانے پر کارروائی کی گئی ہے اس کی کوئی نظیر سعودی تاریخ میں نہیں ملتی۔ بین الاقوامی اخبارات میں شائع ہونے والے تبصروں اور تجزیوں میں مبصرین نہ صرف اس اچانک کارروائی پر انگشت بدنداں ہیں بلکہ وہ ان اقدامات کے نتائج کے بارے میں بھی حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ پا رہے ہیں۔ سعودی عرب میں پالیسی سازی ہمیشہ ہی سات پردوں کے پیچھے کی جاتی رہی ہے لیکن گزشتہ چند دنوں میں لیے جانے والے فیصلوں میں جس قسم کی رازداری برتی جا رہی ہے، ماضی میں اس کی بھی کوئی مثال نہیں ملتی۔ سعودی عرب میں انتقال اقتدار کے فیصلے افہام و تفہیم اور خاندانی سطح پر مفاہمت کی بنیاد پر ہی کیے جاتے رہے ہیں۔ سلطنت کے اہم فیصلوں میں یہ عنصر ہمیشہ مد نظر رہا ہے کہ آل سعود کے اہم افراد کو کسی نہ کسی سطح پر اقتدار میں شریک رکھ کر مطمئن رکھا جائے۔ سعودی عرب کے اندرونی معاملات پر نظر رکھنے والے مبصرین کے مطابق کرپشن کے نام پر کی گئی کارروائی کو سعودی نوجوانوں میں پذیرائی حاصل ہوئی ہے لیکن اس کا اصل مقصد تخت تک پہنچنے کے لیے راہ ہموار کرنا ہے۔ محمد بن سلمان نے جو راہ اختیار کی ہے اس کے مستقبل قریب اور مستقبل بعید میں کیا اثرات مرتب ہوں گے ان کا مکمل طور پر احاطہ کیا جانا فی الوقت ممکن نہیں ہے لیکن یہ راہ بہت پر خطر دکھائی دیتی ہے اور نہ صرف ملک بلکہ پورے خطے کو سنگین بحران سے دوچار کر سکتی ہے۔

محمد بن سلمان اپنی پسند کی وھابیت کی بنیاد رکھنے کے درپے؛

کیا وھابیت کا نیا ورژن آرھا ھے؟

آل سعود کی تیسری حکومت کے جزیرہ نمائے عرب پر مسلط ھونے کے آٹھ عشرے گذر رھے ھیں اور اب محمد بن سلمان اس حکومت کی سماجی و سیاسی تعمیر نو پر زور دے رھا ھے۔ وہ سرکش وھابی فرقے میں اصلاح کرکے ایسا مطلوبہ نسخہ (Version) منظم کرنے کے درپے ھے جو اس کے مقاصد کے حصول کے لئے مفید ھو۔ یھاں اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی جارھی ھے کہ "محمد بن سلمان کے نزدیک وھابیت کے مطلوبہ نسخے کی خصوصیات کیا ھیں؟محمد بن سلمان اپنے مشیروں کی مدد سے جزیرہ العرب کی معاشرتی ذھنیت بدل کر روایتی، قبائلی اور آرتھوڈاکسی معاشرے کو ایک ترقی پسند، کھلے قوم پرستی معاشرے میں تبدیل کرنا چاھتا ھے جس کے بموجب وہ جزیرہ العرب کے روایتی مذھب میں تبدیلی لا کر اسے "نو وھابیت"(Neo-wahhabism) کی صورت میں لانا چاھتا ھے۔ اسی رو سے بن سلمان کے دور میں یوں لگتا ھے کہ سیاست کے اصلی مرکزے (یعنی بادشاہ اور دربار) اور مذھبی قوت (ملکی مفتی کے زیر قیادت کام کرنے والی "وھابیت") کے درمیان ربط و تعلق میں بھی ڈرامائی تبدیلیاں نمودار ھونگی۔

محمد بن سلمان اپنی طاقت کو مستحکم کرنے اور کم خرچ تیز بہت کامیاب بادشاہت کے حصول کے لئے اپنی مطلوبہ وہابیت کو منظم کر رہا ہے۔

سعودی حکومت کی داخلی سیاست میں دین کا باہم ربط اور حکومت آل سعود اور آل الشیخ کی صورت میں سنہ 1158 ہجری سے قائم ہے۔ آل سعود کے تشدد پسندانہ اور دقیانوسی اصول برتنی بادشاہت میں اعتدال، اصلاح اور تبدیلی کی جانب بڑھتے آتے ہیں اور وہابی فرقہ جس کو ایک سیاسی / استعماری / درباری فرقہ کہنا زیادہ مناسب ہے۔ ایک اعتقادی یا فقہی فرقے سے آل سعود کی حکمرانی کا راستہ ہموار کرنے والے ادارے (اور بڑا اسٹیمپ) میں بدل چکا ہے۔

یا یں وجود وہابیت کی جڑیں آج بھی سعودی عرب کی داخلی سیاست میں گہری اور مستحکم ہیں تاہم محمد بن سلمان کے ولی عہد بننے کے بعد آج اس فرقے کو مختلف چیلنجوں کا سامنا ہے۔ محمد بن سلمان کی فردی خصوصیات اور عادات و اطوار کے پیش نظر اور معاشرت اور قومی سلامتی کے حوالے سے اس کی پالیسیاں ویسے ہی بہت سوں کے لئے فکر مندی کا سبب ہوئی تھیں، لیکن چونکہ وہابیت کے لئے بھی اس کے اپنے خاص نظریات ہیں جن کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ وہابیت کے لئے اس کی طرف سے پیدا کردہ مسائل بجائے خود بہت اہم ہیں۔

آل سعود کی تیسری حکومت کے جزیرہ نمائے عرب پر مسلط ہونے کے آٹھ عشرے گذر رہے ہیں اور اب محمد بن سلمان اس حکومت کی سماجی و سیاسی تعمیر نو پر زور دے رہا ہے۔ وہ سرکش وہابی فرقے میں اصلاح کر کے ایسا مطلوبہ نسخہ (Version) منظم کرنے کے درپے ہے جو اس کے مقاصد کے حصول کے لئے مفید ہو۔ یہاں اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی جارہی ہے کہ "محمد بن سلمان کے نزدیک وہابیت کے مطلوبہ نسخے کی خصوصیات کیا ہیں؟

محمد بن سلمان اپنے مشیروں کی مدد سے جزیرہ العرب کی معاشرتی ذہنیت بدل کر روایتی، قبائلی اور آرتھوڈاکسی معاشرے کو ایک ترقی پسند، کھلے قوم پرستی معاشرے میں تبدیل کرنا چاہتا ہے، جس کے بموجب وہ جزیرہ العرب کے روایتی مذہب میں تبدیلی لا کر اسے "نو وہابیت" (Neo-wahhabism) کی صورت میں لانا چاہتا ہے۔ اسی رو سے بن سلمان کے دور میں یوں لگتا ہے کہ سیاست کے اصلی مرکزے (یعنی بادشاہ اور دربار) اور مذہبی قوت (ملکی مفتی کے زیر قیادت کام کرنے والی "وہابیت") کے درمیان ربط و تعلق میں بھی ڈرامائی تبدیلیاں نمودار ہونگی۔

1۔ محمد بن سلمان اور ویژن 2030 کے ضمن میں ثقافتی انقلاب

سعودی معاشرے کے اندرونی بحرانوں نیز محمد بن سلمان کے اہداف و مقاصد کا صحیح ادراک ان راستوں میں سے ایک ہے جس سے گذر کر بن سلمان کی مطلوبہ وہابیت کی شناخت ممکن ہو جاتی ہے۔ بہت سے مفکرین کا خیال ہے کہ سعودی عرب میں تشخص کے سرچشمے تیزی سے بدل رہے ہیں۔ ان تبدیلیوں کی رفتار میں حالیہ چند برسوں کے دوران تیز تر ہوچکی ہے اور یہ تبدیلیاں رنگ کیلنڈر، غذا، سرزمین وغیرہ جیسے شعبوں میں زیادہ عیاں ہیں۔ سعودی عرب میں وہابی علماء نے دین کی تشریح کا شعبہ اپنے اختیار میں لے رکھا ہے؛ چنانچہ نوجوان نسل کو ایک طرح سے وہابی تشخص کا سامنا ہے اور وہابی تشخص جدید ٹیکنالوجی کے منظر عام پر آنے، عربی اشرافیہ عادات و اطوار کے فروغ اور نئے تشخص کے نمودار ہونے جیسی چیلنجوں کا سامنا کر رہا ہے۔

سعودی عرب میں وہابی تشخص کے معرض وجود میں آنے اور ظہور پذیر ہونے کے ساتھ، معاشرتی تشخص کئی عشروں تک بدل گیا اور سعودی معاشرے نے "وہابیت و عربی اشرافیہ" کے دوہرے تشخص کو اپنا لیا۔ وہابی مفتیوں کے متضاد اور غیر معقول (اور عقلیت سے دور) نیز یکطرفہ رویے جزیرہ العرب کے عوام نیز بین الاقوامی اداروں کی شدید تنقید پر منتج ہوئے ہیں۔ حالیہ ایک عشرے کے دوران سعودی عرب کے قبائلی اور فرقہ وارانہ جذبات کی بنا پر محمد بن سلمان (کے اندرونی و بیرونی مشیر) بھانپ گئے کہ وہابی تشخص کو ملک کے نوجوانوں کے تشخص کے بنیادی اصول کے طور پر مزید آگے نہیں بڑھایا جا سکتا۔ چنانچہ اس نے وہابیت میں تبدیلی لاکر نئے سعودی عرب کے لئے نیا مذہبی تشخص متعارف کرنے کی کوشش کی ہے۔

بن سلمان نے ویژن 2030 نامی پروگرام کا اعلان کر کے سعودی عرب کے لئے نئی اور لچکدار وہابیت متعارف کرانے کو اپنا مطمع نظر بنایا جس کے لئے تین اصول قرار دیئے گئے: "متحرک معاشرہ، ترقی معیشت، اولوالعزم قوم"۔ وہ ان تین اصولوں کی تشریح کرتے ہوئے کہتا ہے: اسلام کے اصول اعلی مقاصد کے حصول کی طرف ہمارے محرک ہیں۔ اعتدال پسندی، بردباری، نظم و ضبط، مساوات اور شفافیت ہماری کامیابی کے لئے سنگ بنیاد ہیں۔

ویژن 2030 کے ضمن میں مذکورہ ان باتوں کو مد نظر قرار دے کر ہم سعودی عرب کے آرزو مندانہ اہداف اور جدیدیت پر مبنی خواہشات کو بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔ تاہم ان اہداف کا حصول چنداں آسان بھی نہیں ہے۔ وہابیت کے بہت سے علماء اور دینی مراکز حتی کہ مغربی ممالک کے فکری مراکز "معاشی اصلاحات" کے بجس میں محمد بن سلمان کا "ثقافتی انقلاب" سمجھتے ہیں۔

2۔ متشدد وہابیت کو درپیش چیلنجیں اور اسے کمزور کرنے کے لئے بن سلمان کے اقدامات

وہابیت کے مقابلے میں محمد بن سلمان کو درپیش اہم ترین چیلنجیں خواتین، نوجوان اور دینی اقلیتیں ہیں۔ یہ وہ چیلنجیں ہیں جن کا سامنا سعودی عرب کے سابقہ بادشاہوں کو کرنا پڑا ہے اور ہر ایک نے ان تین شعبوں میں اپنے آپ کو مصلح ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔

بن سلمان کی مطلوبہ وہابیت، خصوصیات اور چیلنجیں

1۔2۔ خواتین

سعودی معاشرے میں موجودہ معاشرتی اختلافات اور تعطل کے درمیان کوئی بھی خواتین کے کردار اور مستقبل سے زیادہ زیر بحث نہیں ہے۔ یہ بحث و جدل ایسی جنگ ہے جو قدامت پسندوں اور جدت پسندوں کے درمیان جاری ہے اور جنگ اس بات پر ہے کہ خواتین کس قسم کے ماحول میں زندگی بسر کریں اور کس حیثیت سے کردار ادا کرنا چاہئے۔

معاشرے میں کردار ادا کرنے کے سلسلے میں خواتین کے مطالبات میں روز بروز شدت آرہی ہے اور حالیہ مہینوں کی سرکاری پالیسیوں نے اس موضوع کو ثابت کیا کہ محمد بن سلمان اس سلسلے میں قدیم وہابیت کے مد مقابل کھڑا ہے جبکہ طویل عرصے سے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں خواتین کی طرف سے کردار ادا کرنے کی کوششوں کو وہابیت سے وابستہ اداروں کی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

وہابیت کے دینی اداروں کی انتہا پسندی اور خواتین کے مسلسل مطالبات کی وجہ سے ہی سابق سعودی بادشاہ "شاہ عبداللہ" نے عورتوں کے امور میں کچھ فراخی کے اسباب فراہم کئے۔

(بقیہ صفحہ نمبر 3 پر)

سیکریٹرٹ کے دفاتر جموں منتقل ہونے کے ساتھ ہی وادی کے لوگ مشکلات سے دوچار

انڈے مُرغ کے دام بے لگام، بجلی کے ساتھ ساتھ روزمرہ غذائی اجناس کے حصول میں بھی دشواریاں

سرینگر/انڈے مرغ کے دام بے لگام ہو چکے ہیں اور صارفین کو لوٹنے کا سلسلہ صبح تا شام جاری رہتا ہے۔ ادھر محکمہ امور صارفین و عوامی تقسیم کاری قیمتوں کو اعتدال پر رکھنے اور حقوق صارفین کے تحفظ میں بالکل ناکام رہا ہے۔ کرنٹ نیوز آف انڈیا کے مطابق ششماہی دربار مو کے تحت سول سیکریٹریٹ کے دفاتر 6 ماہ کیلئے سرمائی راجدھانی جموں منتقل ہونے کے بعد گرمائی راجدھانی سرینگر اور وادی کے دوسرے تمام علاقوں میں عوام سخت مشکلات سے دوچار ہو چکے ہیں کیونکہ سردی کی شدت میں اضافہ کے ساتھ ہی محکمہ بجلی نے سخت کٹوتی شیڈول لاگو کر دیا۔ بجلی اور پانی کی عدم دستیابی کے بعد اہل وادی کو روزمرہ غذائی اجناس کے حصول میں بھی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کیونکہ قصابوں کے بے حساب ہونے کے بعد اب سبزی فروش، مرغ فروش، دودھ فروش اور انڈے وغیرہ فروخت کرنے والے دکاندار بھی بے لگام ہو چکے ہیں۔ سرینگر اور وادی کے دیگر تمام اضلاع کے صدر مقامات پر سبزیوں، مرغ اور انڈے وغیرہ کی قیمتیں بے لگام ہو چکی ہیں۔ شہر و دیہات کے بازاروں میں مرغ فی کلو 150 روپے فروخت کیا جا رہا ہے۔ انڈوں اور مرغ کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافے کے بارے میں ہول سیل ڈیلروں کا کہنا ہے کہ وہ یہ دونوں غذائی اجناس معقول قیمتوں پر دکانداروں کو فراہم کرتے ہیں لیکن دکاندار من مانے طور قیمتیں مقرر کر کے عام صارفین کو لوٹنے کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ وادی میں موسم سرما کے دوران عمومی طور گوشت کے بعد مرغ اور انڈے کا استعمال بڑھ جاتا ہے اور مانگ کو پورا کرنے کیلئے ماہانہ کروڑوں روپے مالیت کے مرغ اور انڈے بیرون ریاستوں کی منڈیوں سے درآمد کئے جاتے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ صوبائی انتظامیہ بالخصوص محکمہ امور صارفین کی طرف سے گوشت فی کلو کی جو قیمت مقرر کی گئی تھی، اس پر نہ تو قصاب اور نہ ہی کوئی عملدرآمد کرنے میں کوئی دلچسپی لے رہے ہیں جس کے باعث عام لوگ مجبوراً یا ضرورتاً گھروں میں گوشت کے بدلے مرغ اور انڈے کا زیادہ استعمال کر رہے ہیں اور غالباً موقعہ غنیمت سمجھ کر مرغ اور انڈے فروشوں نے قصابوں کی دیکھا دیکھی دونوں اشیائے خوردنی کے دام بے لگام کر دئے ہیں۔ نمائندوں کے مطابق غریب اور متوسط کنبوں کیلئے سبزیوں کا حصول بھی کارے دارد والا معاملہ بن چکا ہے کیونکہ بازاروں میں فروخت ہونے والی سبزیوں کی اوسط قیمت کم از کم 50 روپے تک پہنچ چکی ہے۔ سبزی فروشوں کی طرف سے من مانی قیمتیں مقرر کئے جانے کے بارے میں جانکار لوگوں نے بتایا کہ وادی میں شہر و دیہات کے بازاروں میں پیاز، ٹماٹر، مٹر اور شملہ مرچ کی اوسطاً فی کلو قیمت کم از کم 60 روپے رکھی گئی ہے جبکہ آلو فی کلو کم از کم 40 تا 50 روپے کے حساب سے فروخت کئے جا رہے ہیں۔ عوامی حلقوں میں اس بات کو لیکر سخت ناراضگی پائی جاتی ہے کہ درآمدی اور برآمدی غذائی اجناس بالخصوص سبزیوں، انڈوں اور مرغ وغیرہ کی قیمتیں اعتدال پر رکھنے کے سلسلے میں محکمہ امور صارفین عملی اقدامات اٹھانے میں ناکام ثابت ہو رہا ہے اور لوگوں کو اس بات پر سخت ناراضگی ہے کہ متعلقہ محکمہ کے سربراہ کی کارکردگی غیر تسلی بخش رہی ہے۔ ڈائریکٹر امور صارفین پر عام لوگوں کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکامی کا الزام لگاتے ہوئے عوامی وفود نے بتایا کہ مذکورہ محکمہ میں قیمتیں اعتدال پر رکھنے، غذائی اجناس کے معیار پر نظر گزر رکھنے اور من مانیوں کے مرتکب دکانداروں کی لگام کسنے کیلئے انفورسمنٹ ونگ تو موجود ہے لیکن مذکورہ ونگ یا شعبہ کے افسر یا فیلڈ ملازمین بالخصوص عیدوں یا دیگر تہواروں کے مواقع پر ہی بازاروں میں نمودار ہو جاتے ہیں۔

ریاست جموں کشمیر ہماری اور اس پار کشمیر پاکستان کا ہے

فاروق عبداللہ اور ان کے بیان کو سلام کرتا ہوں /ریشی کپور

سرینگر/معروف اداکار رشی کپور نے آج نیشنل کانفرنس کے صدر ڈاکٹر فاروق عبداللہ کے اس بیان سے اتفاق رائے کا اظہار کیا ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ پاکستان۔ اس پار کشمیر پاکستان کا ہے اور انہیں ہندوستان کے کشمیر کی آزادی کے بارے میں بات کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔ سی این آئی مانیٹرنگ کے مطابق معروف اداکار رشی کپور نے ٹویٹ کیا کہ فاروق عبداللہ جی سلام! آپ کے ساتھ بالکل متفق ہوں۔ جموں و کشمیر ہمارا ہے اور پی او کے ان کا ہے۔ یہی واحد راستہ ہے جس سے ہم مسائل کا حل کر سکتے ہیں، اسے قبول کریں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ وہ اب 65 سال کے ہو گئے ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ وہ اپنی زندگی میں دوبارہ پاکستان کو دیکھیں اور امید ظاہر کی کہ ان کے بچے کو بھی ان کی نسلوں کو دیکھنے کا موقعہ ملے۔ پوسٹ فوری طور پر وائرل ہو گیا اور مختلف لوگوں نے اپنے ردعمل کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ بہت سارے لوگوں نے کہا کہ یہ پوسٹ دیر شب ہے اس کا مطلب ہے کہ اداکار پئے ہوئے تھے۔

اندرونی خودمختاری ہمارا حق، بھارت نے کبھی بھی ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا/ فاروق عبداللہ

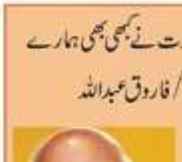

سرینگر/بھارت نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا، ہمارے ساتھ دھوکہ کیا، ہمارے ساتھ کئے گئے وعدوں سے انحراف کیا، ہمارے آئینی و جمہوری حقوق پر شب خون مارا اور اس محبت و خلوص کو نہ سمجھا جس کے تحت مہاراجہ نے ریاست کا یونین آف انڈیا کیساتھ مشروط الحاق کیا۔ یہی حالات و واقعات کشمیر کی موجودہ بحرانی کیفیت کی بنیادی وجہ ہے۔ سی این آئی کے مطابق ان باتوں کا اظہار صدر نیشنل کانفرنس ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے آج یوتھ نیشنل کانفرنس، ضلع صدور اور اقلیتی سیل کے خاص عہدیداران کے الگ الگ اجلاسوں سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقعے پارٹی کے جنرل سیکریٹری علی محمد ساگر، صوبائی صدر ناصر اسلم وانی، سینئر لیڈران محمد شفیع اوڑی، عبدالرحیم راتھر، محمد اکبر لون، شمیمہ فردوس، محمد سعید آخون، جگدیش سنگھ آزاد، یوتھ صدر سلمان علی ساگر، مشتاق احمد گورو اور صوبائی ترجمان عمران نبی ڈار بھی موجود تھے۔ صدر نیشنل کانفرنس نے اٹانومی کے مطالبے کو دہراتے ہوئے کہا کہ اندرونی خودمختاری ہمارا حق ہے، نئی دلی کو بغیر دیر کئے اسے بحال کرنا چاہئے، امن کی بحالی کا یہی ایک واحد راستہ ہے۔ مرکزی سرکار کو مہاراجہ ہری سنگھ اور حکومت ہند کے درمیان ہوئے مشروط الحاق کی یاد دلاتے ہوئے رکن پارلیمان کہا کہ "آپ کو الحاق کا معاہدہ یاد نہیں ہے اور آپ پاکستانی زیر انتظام کشمیر پر اپنا دعویٰ کر رہے ہیں، اگر واقعی کشمیر کا وہ حصہ آپ کا ہے تو آپ کو جموں و کشمیر اور یونین آف انڈیا کے درمیان ہوئے الحاق کی اصل روح کے بارے میں بھی بات کرنی چاہئے، آپ ان شرائط کو کیوں بھول جاتے ہیں جس کے تحت ہماری ریاست نے آپ کے ساتھ الحاق کیا تھا؟" آر پار جموں و کشمیر کیلئے اندرونی خودمختاری کو مسئلہ کشمیر کا بہترین حل قرار دیتے ہوئے ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے کہا کہ ہماری ریاست تین نیوکلیائی طاقتوں میں گھری ہوئی ہے۔ چین، پاکستان اور ہندوستان کے پاس ایٹم بم ہے اور ہمارے پاس اللہ کے نام کے سوا کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر اٹانومی سے بہتر حل کسی کے پاس ہے، جو آر پار کشمیر، تمام صوبوں کے عوام اور طبقوں کو قابل قبول ہو، تو نیشنل کانفرنس اس حل کا خیر مقدم کرے گی۔ ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے کہا کہ نیشنل کانفرنس ریاست کی انفرادیت، پرچم اور شناخت کے دفاع اور ریاست سے چھینی گئی خصوصی پوزیشن کی بحالی کیلئے اپنی جدوجہد جاری و ساری رکھے گی، جس میں نوجوانوں کو اہم رول نبھانا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ یہ جموں و کشمیر کی بچی کچی خصوصی پوزیشن نیشنل کانفرنس کی جدوجہد اور قربانیوں کی بدولت ہی قائم و دائم ہے نہیں تو وقت کے مفاد پرستوں، وطن فروشوں، قوم فروشوں اور کشمیر دشمنوں نے خصوصی پوزیشن، سٹیٹ سبجیکٹ قانون اور دفعہ 370 کو مکمل طور پر ختم کر دیا ہوتا۔ ڈاکٹر فاروق نے کہا کہ نوجوان ہی قوم کے اصل معمار ہوتے ہیں، آپ کو ہی آگے چل کر اس ریاست اور اس جماعت کی باگ ڈور سنبھالنی ہے۔ آپ اس جماعت کے مستقبل ہو اور آپ ہی قوم کے معمار اور سپاہی ہو۔ انہوں نے کہا کہ نیشنل کانفرنس نے اقتدار میں رہ کر اور اقتدار سے باہر بھی لوگوں کی بے لوث خدمت کی ہے اور ہمیشہ سے ہی ریاست کی جمہوریت کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کیلئے اقدامات اٹھائے اور تاریخی فیصلے لئے۔ انہوں نے کہا کہ 1947 میں ریاست کی باگ ڈور سنبھالنے کے ساتھ نیشنل کانفرنس نے جموں و کشمیر میں جمہوریت کا ڈھانچہ قائم کیا اور اداروں کے قیام کا کام شروع کیا اور محض دو سال کے بعد 40 فیصد کی شرح آبادی کو بنیادی ضروریات فراہم کرنے لگیں۔

'کشمیر کے حالات میں موجودہ مذاکراتی عمل کا اثر انداز ہونا مشکل'

سرینگر/ریاض مسرور/حکومت ہند کے تعینات کردہ مذاکرات کار دنیشور شرما جب پیر کو کشمیریوں کے ساتھ مذاکرات کے لیے سرینگر کے ایئرپورٹ پر اترے تو جنوبی کشمیر کے پلوامہ ضلع میں مسلح شدت پسندوں اور فوج کے درمیان شدید تصادم جاری تھا۔ انڈیا کے وفاقی خفیہ ادارے انٹیلیجنس بیورو کے سابق سربراہ دنیشور شرما سری نگر کے سرکاری گیسٹ ہاؤس میں گجر بکروال قبائل سے تعلق رکھنے والے شہریوں، بعض غیر معروف سماجی انجمنوں اور چند ایک قلمکاروں کے ساتھ ملاقاتوں میں مصروف تھے کہ پلوامہ کے تصادم میں ایک فوجی اور تین شدت پسند مارے گئے۔ اطلاعات کے مطابق ہلاک ہونے والے شدت پسندوں میں جیش محمد کے طلحہ رشید بھی تھے۔ پولیس کا دعویٰ ہے کہ طلحہ دراصل جیش محمد کے سربراہ مسعود اظہر کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ پولیس کے سربراہ منیر خان نے منگل کو ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ طلحہ کی لاش کو آبائی وطن پہنچانے کے لیے پاکستان کے ساتھ رابطہ کیا جائے گا۔ پولیس نے امریکی ساخت کی ایک رائفل کی نمائش بھی کی جسے طلحہ سے برآمد کرنے کا دعویٰ کیا گیا۔ واضح رہے فوجی حکام نے دنیشور شرما کی کشمیر آمد سے پہلے ہی کہا تھا کہ کشمیر کے جنوبی اضلاع میں فی الوقت سو سے زیادہ مسلح شدت پسند سرگرم ہیں جن میں پاکستانیوں کی اچھی خاصی تعداد ہے۔ تصادم کے واقعات کے دوران مظاہروں اور مارے جانے والے شدت پسندوں کے جنازوں میں لوگوں کی شرکت کا رجحان ویسا ہی ہے جیسا برہان وانی کی ہلاکت کے وقت تھا۔ حکومت ہند نے اکتوبر میں دنیشور شرما کو مذاکرات کار کے طور تعینات کرتے وقت یہ اعلان کیا تھا کہ انھیں یہ اختیار دیا گیا ہے کہ کن لوگوں کے ساتھ بات چیت کریں۔ علیحدگی پسندوں کے متحدہ مزاحمتی فورم کے تینوں رہنماؤں سید علی گیلانی، میرواعظ عمر فاروق اور یاسین ملک نے مذاکرات کو وقت گزارنے کا بہانہ قرار دے کر اس عمل کو مسترد کر دیا ہے۔ اس دوران دنیشور شرما کی سرینگر میں موجودگی کے دوران معروف تجارتی انجمنوں اور سماجی رضاکاروں کی معتبر تنظیموں نے مذاکرات کا بائیکاٹ کیا ہے۔ وکلا، صحافیوں، قلمکاروں اور دیگر سماجی شخصیات نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ علیحدگی پسند اتحاد کے ساتھ مذاکرات کے بغیر امن عمل کی شروعات نہیں ہو سکتی۔ تاہم بی جے پی کی حمایت یافتہ پی ڈی پی کی حکومت کا کہنا ہے کہ دنیشور شرما کی تعیناتی ایک تاریخی موقعہ ہے۔ حکومت کے ترجمان نعیم اختر نے جموں میں سرکاری دفاتر کی افتتاحی تقریب سے خطاب کے دوران کہا: "اس بار مذاکرات کی کوشش ماضی سے مختلف ہے۔ وزیراعظم مودی نے یوم آزادی پر لوگوں سے وعدہ کیا تھا اور دنیشور شرما کی آمد اسی وعدے پر عمل کا مظاہرہ ہے۔" اس پس منظر میں مبصرین کا غالب حلقہ اس بات پر متفق ہے کہ کشمیر میں جس طرح کے حالات ہیں ان پر موجودہ مذاکراتی عمل کا اثر انداز ہونا مشکل ہے۔ معروف کالم نگار ریاض ملک کہتے ہیں: "فوج پہلے ہی کہہ چکی ہے کہ آپریشن جاری رہے گا۔ علیحدگی پسندوں پر قدغن جاری ہے۔ بلکہ انھیں نئے کیسوں میں الجھایا جا رہا ہے۔ مسلح تصادم کے واقعات کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ ایسے میں عام لوگ تو یہی سمجھتے ہیں کہ یہ مذاکرات محض ایک سائیڈ شو ہیں۔" ماضی میں حکومت ہند کی طرف سے جب بھی مذاکرات کا آغاز کیا گیا تو علیحدگی پسندوں کو باقاعدہ دعوت نامہ ارسال کیا جاتا تھا، لیکن اس بار دنیشور شرما نے میڈیا میں یہ اعلان کیا کہ ان کے دروازے کھلے ہیں، جو چاہے بات چیت کے لیے آ سکتا ہے۔ ابھی تک یہ واضح نہیں ہوا ہے کہ آیا علیحدگی پسندوں کو شامل کرنے کے لیے حکومت کون سا لائحہ عمل اختیار کر رہی ہے۔ مبصرین کہتے ہیں کہ گجر بکروال، دستکار، اور ٹیکسی چلانے والے یا تاجر برادری کے مسائل کو حل کرنے کے لیے باقاعدہ حکومت موجود ہے۔ انجینئر محمد حسین کہتے ہیں: "چھوٹے موٹے مسائل کی سماعت کے لیے مذاکرات کار کو تعینات کرنے سے نہ صرف مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کی ضرورت کو چھپایا جا رہا ہے بلکہ یہ مقامی انتظامیہ کی نااہلی کا بھی اعتراف ہے۔" (بی بی سی)

Lady Zaynab(s.a); *the character we need*

Lady Zainab (s.a) did everything in order to safeguard the Islam which we are gradually weakening now by our deeds. She (s.a) proved the character of a woman which has been mentioned in the Holy Quran and which has been taught us by our Prophet (S.A.W.W).She accompanied Hussain(a.s) to Karbala where she witnessed her nears and dears being slaughtered by Yazidis. She became "Shareekat-ul-Hussain (a.s)" as after the martyrdom of Hussain (a.s).

Shujaat Hussain

Allah created a woman with a great status. The Holy Quran, Ahlulbayt (a.s) and most of the Islamic or non-Islamic books say about the status of a woman. Allah has gifted three praiseworthy and utmost gifts to women i.e. she becomes a daughter, a wife and then a mother. When she becomes a daughter, she possesses one status, when she becomes wife, she possesses another and at last when she becomes a mother, her status turns into the supreme status. She has to face many difficulties in her life as her status refers to her responsibilities which Allah has given to a woman. These responsibilities are fulfilled by a real phase of woman or we can say these responsibilities are fulfilled with modesty (a best character).

Unfortunately, in today's world, a real phase of woman has become more difficult to be found. There can be no doubt to say that the name 'woman' is disappeared now, as western culture has captured the women wholly and solly. The enemies of Islam are increasing with respect to time and they leave no stone unturned to weaken the Islam. It is said that if any nation has to beat the other nation, culture should be targeted. The enemies of Islam do same with us in order to weaken our religion as western culture is being widely spread which is affecting mostly a woman, yet she doesn't come to know. Current women feel proud to serve herself in westernization whose motive is to snatch Islamic culture and to hijack our religion. A woman has adopted western culture more and more, and feels shame to Islamic culture. Western culture hasn't only brought disgrace to her but it has also buried her character. Western culture has brought so many tackles in the path of Islam.

Lady Zainab (s.a) did everything in order to safeguard the Islam which we are gradually weakening now by our deeds. She (s.a) proved the character of a woman which has been mentioned in the Holy Quran and which has been taught us by our Prophet (S.A.W.W).She accompanied Hussain(a.s) to Karbala where she witnessed her nears and dears being slaughtered by Yazidis. She became "Shareekat-ul-Hussain (a.s)" as after the martyrdom of Hussain (a.s),she carried forward the message of Karbala. Her (s.a) veil was snatched away in Karbala, indeed one of aims of veil is to promote the recognition of women for their characteristics rather than their appearance. She taught a tough and befitting lesson to Yazid (L.A) and defeated him with her character.

Coming to the view, Lady Zainab (s.a)'s lifestyle contains instructive points for whole life especially for a woman. A woman should keep her eyes towards the life which Zainab (s.a) lived. A woman should develop a character of Zainab (s.a) in herself by following her (s.a) in every way of life. A woman should break the fetters of westernization and live in the realm of Islam which is possible by generating the character of Zainab(s.a).Whenever a woman will come across a problem, she should remember her because even her name brings tranquility to every soul. Indeed, our Islam needs a woman of character Zainab(s.a) to desperate its enemies.

"I saw nothing but beauty."Zainab(s.a)

Author hails from Patwaw Budgam is the student of Babul-ilm Budgam Kashmir.

Being Human is above all

Humanity has such a power that it can even turn a beast into human in this regard we all must learn the lessons of humanity no doubt we have to go through fire and water, we have to confront hardships, sufferings and so on but we are winners in the long run as even after death. We will be remembered with great honour and respect. So, we all have to understand and attain humanity to stand next to Allah.

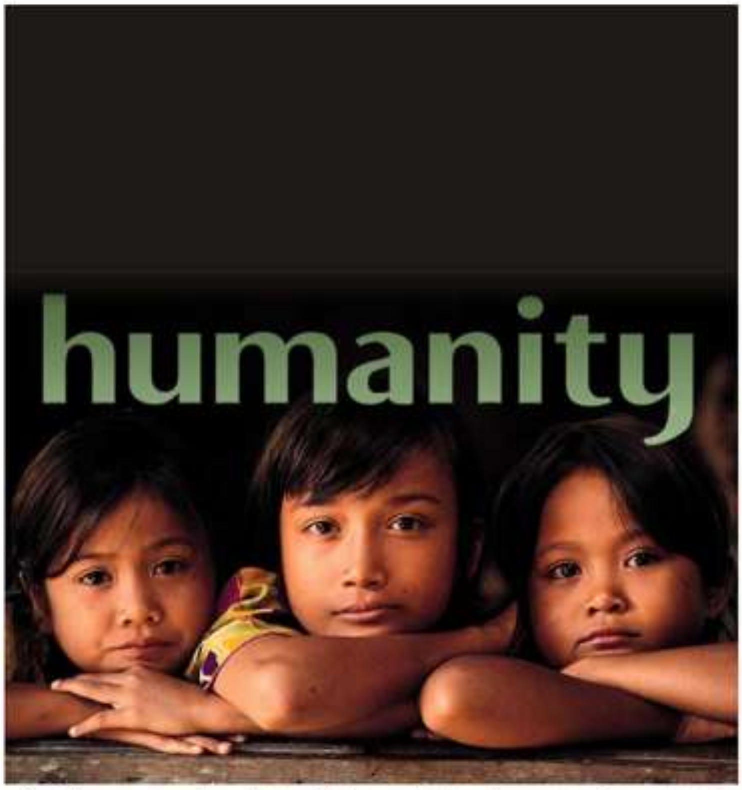

Ali Mohd Bhat

There isn't even an iota of doubt that being human is above all. We all call ourselves humans but how far are we right to claim. Is our claim right or wrong ?This is really the most serious question to all of us .The question is all indispensible so .We have to answer this question with seriousness. Otherwise , it may remain a question without answer .

It is our moral ethical as well as humanistic duty to know the answer. We have to be all impartial, fair and honest in answering the question.

Humanity is the only religion of man. One who has attained humanity is all close to God. He is rally a human without any doubt. He has really recognized the existence of God. His motto of creating this universe, this purpose and all. One who can't understand humanity has failed to recognize and understand God and his purpose of creating all creations.

It is all by virtue of humanity that we bear sympathy as well as empathy for all in general. There is no shade of discrimination in humans. They love all help all feel how they feel. If we are without humanity, we are same as flowers without fragrance, as candles without wicks. In all conditions we have to generate a very rich sense of humanity within ourselves so that we can live a humanistic life. I mean a life of divine principles. The life really will be the life of morality. Unification, love and humanism. In absence of humanity our life will be all like that of a journey without any destination which will take us nowhere so the journey will end in smoke. If we have even great and vast possession, assets and have property but no humanity. Then we have nothingness. We are empty, we even haven't a speck of dust in our hands. So humanity is the mother of all possessions, assets and properties.

Humanity has such a power that it can even turn a beast into human in this regard we all must learn the lessons of humanity no doubt we have to go through fire and water, we have to confront hardships, sufferings and so on but we are winners in the long run as even after death. We will be remembered with great honour and respect. So, we all have to understand and attain humanity to stand next to Allah.

THE PAIN INSIDE/THE WALLING SOUL.

There is no doubt that we are born innocent, transparent and sinless as well. As we attain adulthood selfishness, self-absorption ill-intentions engulf and cloud us entirely. This all results in crimes, atrocities, plundering, murdering, vulgarity and lawlessness and so on. Now, as a real human being you are feeling all panic and worried on seeing all that. Being all helpless you start questioning yourself why it all happens. As soon as you think a step forward you get jolted and jostled. You become more panic on seeing the recession in the earlier innocence, transparency and truthfulness. So you once gain begin to cry, weep and scream. But this crying moaning and screaming doesn't make any sense alone unless something great is done.

Now the question is how something great is done?

Verily, the answer lies within us all that is to know ourselves entirely and waken our dead conscience which is all silent and we are conscience stricken. Once again an another question arises that how can we awaken our dead conscience the answer is very simple we have to know all about dispensing of justice in total to know what justice does mean. If we once succeed in understanding the term justice think that we are alive in reality. So, moral value, transparency and truthfulness will go above all by God's grace.

Author hails from Reshipora, Budgam is the Chairman of Oxford School Budgam and a widely known English language Trainer.

Printer,Publisher & Owner:Waseem Raja;Editor in Chief:Waseem Raja;Ass.Editor:Mohammad Afzal Bhat;R.N.I No:JKBIL/2015/6342
Published From:Maisuma Bazar,Gaw Kadal Srinagar (J&K);Adms.Office:Natipora Sgr; Printed at:Khidmat Offeset,Abi Guzar The Bund,Srinagar;
Contact:+91-9419001884;Email:editorwilayattimes@gmail.com; Website:www.wilayattimes.com

2nd Year of Publication

Srinagar

Weekly

WILAYAT TIMES

حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے
ورائے عقل ہیں اہل جنوں کی تدبیریں

What can the sage know my song's secret?
the words of man of madness are beyond reason's ken.

Vol:03 | Issue:31 | Pages:08 | 13th Nov 2017 to 19th November 2017 | Rs.5/-

India ordered to probe 2,080 mass graves in Kashmir

Tahira Begum, 39, from Baramulla whose husband disappeared in 2002, said if the government investigates the graves it would provide "emotional closure" to family members."We want to know whether our family members are buried in these graves. At least, we will get an address to mourn.

Rifat Fareed

Srinagar:The state-run human rights commission has told the government in Kashmir to investigate at least 2,080 unmarked mass graves discovered in border areas of the restive region.

The Association of Parents of Disappeared Persons (APDP), a human rights group in Kashmir, told the commission there were 3,844 unmarked graves - 2,717 in Poonch and 1,127 in Rajouri, twin districts in the region that lie along Line of Control (LoC) that divides the disputed territory between India and Pakistan.

In response, the commission acknowledged the presence of 2,080 unmarked graves and asked the government for a comprehensive investigation to be completed in six months, including DNA tests of the bodies to compare it with family members of the disappeared.

In 2011, the commission directed the government to investigate the mass graves. At the time, a special team from the commission said 2,730 unidentified bodies were buried in 38 sites across northern Kashmir.

"The commission has no hesitation to issue the same directions, which were already issued in the case," the recent order said.

Thousands disappeared

APDP maintains 8,000 people have disappeared in the decades-old conflict, and accuses government forces of staging gun battles to cover up killings.

What is the legacy of Indian subcontinent partition? The association welcomed the commission's latest demand to investigate mass graves in India's Jammu and Kashmir state.

"It is an acknowledgement from the institution that is run by the government. It provides further legal remedies for the family members of missing," Khurram Parvez from APDP told Al Jazeera.

"We have been demanding that there be an independent commission to do a credible probe on the mass graves."

Parvez said the probe might give an "answer" to families of disappeared who do not know whether their relatives are dead or alive.

"We have done a study of 53 cases for a report where the bodies were exhumed from unknown graves. It was found that 49 bodies in the graves were of civilians and one was a local militant, three bodies were unknown. These people were dubbed as foreign militants by the government," Parvez said.

Since 2011, instead of complying with directions from the human rights commission, the government continues to avoid such an investigation on the pretext it would lead to a "law and order problem" in Kashmir, APDP said in a statement.

The European Parliament adopted a resolution in July 2008 and called on India's government ensure independent and impartial investigations into all mass graves, APDP said.

Officials contacted by Al Jazeera declined to comment on Friday.

The state government has said most of the missing were likely Kashmiri youths who crossed into Pakistan for weapons training. Those comments have been dismissed by family members of the disappeared.

'Emotional closure'

Tahira Begum, 39, from Baramulla whose husband disappeared in 2002, said if the government investigates the graves it would provide "emotional closure" to family members.

"We want to know whether our family members are buried in these graves. At least, we will get an address to mourn," she told Al Jazeera.

Tahira said she had to leave her three sons in an orphanage after her husband disappeared.

Partition: Borders of Blood

"My kids would run from school and ask me where their father is. For years, I told them he has gone for work outside. But as time passed, I couldn't lie to them any more."

Her husband disappeared after leaving home for work and never returned. "I went everywhere to look for him but failed. I just want an answer - what happened to him," she said.

Nuclear-armed rivals India and Pakistan each administer part of Kashmir, but both claim the Himalayan territory in its entirety.

Rebel groups have been fighting since 1989 for the Indian-administered portion to become independent or merge with Pakistan.

Nearly 70,000 people have been killed in the uprising and the ensuing Indian military crackdown. India maintains about 500,000 soldiers in the territory. Anti-India sentiment runs deep among Kashmir's mostly Muslim population and most support rebels against Indian rule despite a decades-long military crackdown to fight the armed rebellion.India has accused Pakistan of arming and training the rebels, allegations that Pakistan denies. Rebel groups have largely been suppressed by Indian security forces in recent years, and public opposition to Indian rule is now principally expressed through street protests.